ناول
تلاش
میر محی الدین مجبور
گلشن پبلشرز، سری نگر (کشمیر)

تلاش

میر محی الدین مجبورؔ

ناشر

گلشن پبلشرز سرینگر

تلاش

میر محی الدین مجبورؔ

ناشر
گلشن پبلشرز سرینگر

اِنتساب

انجانی مسرتوں کے نام

میر محی الدین مجبورؔ

نام کتاب ________ تلاش

نام مصنف ________ میر محی الدین مجبور

زیر اہتمام ________ معراج الدین

قیمت ________ سات روپے

تعداد ________ ایکہزار

پہلا ایڈیشن ________ جون سنہ ۱۹۸۲ء

صفحات ________

طابع ________ نعمانی پریس دہلی

کتابت ________ محمد یوسف مسگر

ٹائیٹل ڈیزائن ________ مصطفےٰ

تقسیم کار :- فون نمبر ۲۰۸۱ ۷

شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب
ایکس چینج روڈ گاؤکدل چوک سری نگر (کشمیر)

فہرست مضامین

تعارف

جناب میر محی الدین مجبور وادی کے اُبھرتے ہوئے نوجوان شعرا اور افسانہ نگاروں میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ مجبور صاحب زمانہ حاضرہ کے اُن حساس ادیبوں میں ایک ہیں۔ جو زمانہ کے نبض کو محسوس کرتے ہوئے، اپنے تخلیقی کارناموں سے، سماج کے ناسور کی مرہم پٹی کرنا جانتے ہیں۔

مجبور صاحب اپنی ذہانت، اور فنی صلاحیتوں کے پیش نظر دنیائے ادب کے درخشندہ ستاروں میں اپنا مقام حاصل کر ہی لیں گے۔

مجبور صاحب ایک حساس طبیعت کے مالک ہیں۔ وہ اوروں کے دُکھ درد کو اپنا دکھ درد جانتے ہیں۔ اور اُس کا مداوا اپنی تخلیقی کاوشوں سے کرنا جانتے ہیں۔ مجبور صاحب کو میں بحیثیت ایک شاگرد، اور ایک رفیق کار کے علاوہ عرصہ دراز سے جانتا ہوں، ایسے باصلاحیت اور محنتی فنکار، جن کو اپنے فن پر پورا اعتماد ہے۔ باعث فخر ہوا کرتے ہیں۔ گلشن ادب کے اس عندلیب کو، خدائے برتر ایسی چہک بخشے، جس سے گلشن ادب مہک اُٹھے۔ آمین۔

خیر اندیش
حکیم محمد مظفر
بی، اے آنرز، ایم، اے، بی، ایڈ

پہلی بات

زندگی بذاتِ خود خوب سے خوب تر کی تلاش کا نام ہے، خیالات،
تصورات، رسم و رواج وغیرہ کے تدریجی نشو نما اور تبدیلی کے ساتھ ساتھ
ادب بھی متاثر ہوتا ہے کیونکہ انسانی سرشت کسی بندھے ٹکے ضابطے کی
پابند نہیں، اور انسان اپنے ارادے، قوتِ عمل اور جدوجہد کی بناء پر
منزل بمنزل مختلف مراحل طے کرتا رہتا ہے۔ ادب میں نئے رجحانات اور
دائرۂ عمل میں لاانتہا وسعت نے ایک نئی ادبی رنگا رنگی کو جنم دیا۔
اس پس منظر میں میرا مجموعۂ شاعری "تلاش" کے نام سے شائع ہو رہا
ہے۔ میں اپنے دوستوں اور خیر خواہوں کا، اور خاص طور پر اپنے مخلص
دوست محترم بشیر احمد ڈار (ریسرچ آفیسر فزیکس) کا تہہ دل سے
مشکور ہوں جنہوں نے قدم قدم پر میری حوصلہ افزائی کی۔

م۔م۔ مجبورؔ

جون:۔ ۱۹۸۲ء

ذکر خود بزبانِ خود

خالق کائنات نے زندگی عطا کی۔ پیدائش ۳۱، دسمبر ۱۹۵۶ء
ہارون کے قریب ایک گاؤں دارا کے ایک کسان گھرانے میں ہوئی
پہلے مرحلے میں مختلف سکولوں سے تعلیم حاصل کی۔ گردشِ تقدیر نے
ترکِ تعلیم پر مجبور کیا۔ بعد ازاں سلسلۂ تعلیم پھر شروع کیا اور فلسفہ،
قانون اور سیاسیات کی تعلیم حاصل کی، ذریعۂ معاش ملازمت اور
محکمۂ تعلیم میں کام کرنا ہوں۔ مزاج عاشقانہ اور شوقِ شاعری لڑکپن
سے ہی اُبھرا۔ جذبات، احساسات و مشاہدات نے شاعری کا روپ
دھار لیا۔ شاعری پر یاسیت اور مبالغہ آرائی کی برتری میرے مزاج
کے ناموافق ہے، اسلیئے بھی کہ شاعری تخیل پرستی اور انفرادی ذہنی
کیفیت کی ترجمانی کے بجائے ربط و فطری مناسبت سے مطابقت
کے ساتھ وسیع النظری اور معاملہ فہمی کی مظہر بھی ہو۔ گلشن
پبلشرز کے توسط بہ ادعۂ شاعری آپکے سامنے آرہا ہے۔ مجھے اس
بات کا اعتراف ہے کہ یہ میرے ذہنی نشو ونما کا مرقع بھی ہوسکتا

ہے۔ علاوہ ازیں دو اور تصانیف کے مسودے "مسرت کا پیغام"
اور "THE DREEM OF FREEDOM" تکمیل کے آخری مراحل
سے گزر رہے ہیں۔

اپنے اس مختصر سے تعارف کے اختتام سے قبل میں ایک
بار پھر محترم بی۔ اے۔ ڈار اور م۔ سلطان کا شکریہ ادا کرنا ضروری
سمجھتا ہوں۔

دسمبر سنہ ۱۹۸۱ء

م۔ م۔ مجبؔور

ایم، اے۔ ایل، ایل، بی

غزل

ان حیا بار پلکوں کو اُٹھاؤ تو اچھا ہو گا
نور کے شمع جلاؤ تو اچھا ہو گا

رات کی رانی کا بسیرا ہے تیری زلفوں میں
اُجڑے گُلشن کو بساؤ تو اچھا ہو گا

تیرے رُخسار دہکتے ہوئے انگارے ہیں
میرے ارمان بھی جلاؤ تو اچھا ہو گا

فاصلہ کم ہی سہی، لگتا ہے بہت دور ہیں ہم
اور بھی پاس بُلاؤ تو اچھا ہو گا

لب رسیلے تیرے شہد کے دھارے جیسے
اپنے ہونٹوں کو ہِلاؤ تو اچھا ہو گا

آنکھوں آنکھوں سے بہت تو نے پلائی اب تک
جام ہونٹوں سے لگاؤ تو اچھا ہو گا

غزل

اُجڑے اُجڑے سے گلشن میں خود کو چھپائے بیٹھے ہیں
جانے کب سے میرے ارمان آس لگائے بیٹھے ہیں

سونا سونا دل کا آنگن ڈوبی ڈوبی سی آنکھیں
کیسے کیسے بے بس آنکھیں محل بنائے بیٹھے ہیں

جب بھی چمن میں پھول کھِلے اور چندا جھانکے بادل سے
میں یہ سمجھا وہ کھڑکی پہ سر کو جُھکائے بیٹھے ہیں یہ

تیرے بنا تو میری ہستی جیسے زندان خانہ ہو
اور جُدائی کے یہ لمحے درد چھپائے بیٹھے ہیں!

پھیلی تاریکی راتوں کی اور ہر طرف سناٹا ہے
لیکن پھر بھی تیری یادیں مجھ کو جگائے بیٹھے ہیں

کوئی شکوہ مجھ کو نہیں ہے تیری ان دو آنکھوں سے
اِنکی مستی پیاسے دل کو جام پلائے بیٹھے ہیں

گناہوں کے سمندر سے ہیں ایسے بے گناہ نکلا
بہت پُر چاک دامن تھے مرا دامن جُدا نکلا
یہ کیا شوقِ پرستش کی جنوں انگیزیاں دیکھیں
جسے پتھر سمجھتے تھے وہی آخر خدا نکلا!
سکوں کی جستجو تھی اور سکوتِ شب کے عالم میں
کوئی بھی ساز چھیڑا تو وہ سازِ بے صدا نکلا
وفا کا نام جپتے ہیں جفا کاروں کا شیوہ ہے
وفا کا دم جو بھرتا تھا، ستمگر بے وفا نکلا!

نگاہیں پھیر لیں جو ہم کو پایا اپنی محفل میں
جسے رُوداد ہم کہتے وہی نا آشنا نِکلا !!

ابھی کم سنا ہو، نا واقف ہو دردِ محبت سے
بُرا یا جس کو کہتے تھے وہی تو آپکا نِکلا

حقیقت کھل ہی جائیگی جو روزِ حشر سمجھو گے
گنہگار جس کو کہتے تھے وہی تو پارسا نِکلا

مجھے مجبور کہنے کی تمہیں ہمت ہو ئی کیو نکر
ذرا سا غور فرماتے، تیرے مُنہہ سے یہ کیا نِکلا

اپنے جذبات کو آہوں میں چھپانا ہوگی
تمکو بے پردہ میرے سامنے آنا ہوگا

تیری اِن جھکتی نگاہوں کو ہو میرا سلام
ان کو آدابِ محبت تو سکھانا ہو گا

رنج و آلام سے خالی ہے تیرا شیشۂ دل
اس میں تو دردِ محبت کو بسانا ہوگا

تھام کر ہاتھ میرا آؤ میرے ساتھ چلو
میری اُلفت کے لیے سب کو بھلانا ہوگا

تم اگر رُوٹھ بھی جاؤ تو کوئی بات نہیں
ہم اگر رُوٹھ گئے، تم کو منانا ہو گا!

سہمی سہمی سی جو لگتی ہو کوئی بات کرو
رازِ دل ہم کو میری جان بتانا ہوگا

اپنے رخساروں پہ یوں زُلفیں گرایا نہ کرو
زلفِ بے پرواہ کو چہرے سے ہٹانا ہوگا

کیا کبھی آنسو بہانے کی تمہیں عادت تھی ؟
خونِ دل خونِ جگر بار بہانا نہ ہوگا

تم کو مجبور کی باتوں پہ کوئی حرج نہ ہوگا
اسکو خوابوں میں خیالوں میں بسانا ہوگا

اپنی اپنی قسمت

کبھی

اپنے بھی ٹھکرا دیتے ہیں

اور

غیر بھی اپنا لیتے ہیں!

یہ اپنی اپنی قسمت ہے

کوئی اپنوں کا بھی نہیں رہتا

کوئی غیروں کا ہو جاتا ہے

اپنے پرائے کی جمع تفریق میں

اپنا یا پرایا کوئی نہیں

یہ اپنی اپنی قسمت ہے!

عینک اور فریب

دولت کی عینک لگا کر
تُو نے بھی!
بیگانہ وشی کے ساتھ
مجھے دیکھا ہے
فتنہ انگیز غلط فہمیوں کے سمندر میں ڈوب کر
میری محبوبہ!
کاش! تو حقیقت کی عینک لگا کر بھی کچھ دیکھ سکتی
مجھے نہیں! اوروں کو بھی!
کہ جو کچھ پہلے دیکھا تھا وہ صرف
فریب!
فریب!!
فریب!!!
فریب کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔

تمہارے آنسو

تیری آنکھوں کے یہ آنسو
معصوم و بے گناہ آنسو

جو نہ جانے کیوں ٹپتی زمین پر
ٹپ ٹپ کر بکھر جاتے ہیں

بُت کی طرح ! میں یہ آنسو
کب تک دیکھتا ہی رہوں
کبھی !

اپنا دامن بچھا کر
میں یہ سمیٹ لوں گا

ایک بے بہا اثاثے کی طرح

تلاشِ تنہائی

تو نے جب مُسکرا کے دیکھ لیا
خود کو پایا بہکا بہکا ! !

ساری یادیں مہک اُٹھی ہیں
سارا عالم ہے مہکا مہکا !

سہمے سہمے سے جہاں ہیں اب
ہے خدا بھی سہما سہما !

مجھ کو بھی ہے تلاشِ تنہائی
جب کبھی تو ہو تنہا تنہا ! !

دیوار

شوقِ اظہار تمہیں ہے
مگر اظہار کی ہمت تو نہیں

پیار بھری نظروں سے تکتی ہے مجھے
میری قربت کی تمنا ہے مگر

قریب آنے کی ہمت تو نہیں

پاس آؤ !
کہ بیچ میں کوئی دیوار نہ ہو

جو شوخی ہم نے دیکھی تھی کبھی تیری نگاہوں میں
اُسے میں ڈھونڈھتا ہوں آج اُن اُجڑی سی راہوں میں
تصوّر میں بسایا تھا تیرا پیکر کبھی میں نے!
وہ پیکر آج بکھرا ہے اپنی سنسان راہوں میں
کبھی رنگ جنوں بھی تھا محبت کے اشاروں میں
جفا کا رنگ دیکھا ہے تیری رنگین اداؤں میں
تجھے کہتے ہیں محبوبہ، اپنے بھی پرائے بھی
ادائے ناز سے ہے نازنین سب کی نگاہوں میں
کبھی راتیں ہوئیں روشن کبھی دن بھی اندھیرے تھے
کبھی سورج کو بھی پایا سیاہ چادر کی باہوں میں

اگر ہے شوقِ جلوہ تو یہ پردہ چاک کر ڈالو
یہ محفل بھی تمہاری ہے یہ جلوہ بھی تمہارا ہے

تلاشِ انتہا میں ابتدا کا ساتھ نا چھوٹے
حدودِ عشق کے عالم میں یہی تیرا سہارا ہے

چھڑا دامن نہ کانٹوں سے بہاروں کی تمنا میں
لہو پھوٹے جو زخموں سے وہ منزل کا اشارہ ہے

خود اپنے ہی ارادوں سے بھرم تقدیر کا توڑو
جسے تقدیر کہتے ہو وہ اک ٹوٹا ستارہ ہے

تیری آواز کھو جاتی ہے، آوازوں کے عالم میں
یہ سب کچھ راکھ کر ڈالو یہ وحشت کا نظارہ ہے

چھوٹی چھوٹی باتوں پہ ہنگامہ اُٹھایا کرتے ہیں
جب جب ہم تم ملتے ہیں یہ کیوں گھبرایا کرتے ہیں

دنیا کی باتیں ہوتی ہیں بے باکی سے عالم میں
جب اپنی باتیں ہوتی ہیں اکثر شرمایا کرتے ہیں

شیشہ سازوں نے شیشوں کی یہ کیا دُرگت سی بنائی ہے
جب بھی کوئی شیشہ ٹوٹ گیا، اسکو ٹھکرایا کرتے ہیں

وحشت تک نوبت آپہونچی تو رازِ محبت کھُل ہی گیا
رُسوائی کے عالم میں وہ دامن کو چھڑایا کرتے ہیں

جو کچھ ہاتھوں سے ہو نہ سکا، جو کچھ باتوں سے بن نہ سکا
جو بات کبھی بھی بن نہ سکی، وہ بات چھپایا کرتے ہیں

تیری پُر شوق آنکھوں نے مجھے بے باک کر ڈالا !
نگاہیں جھک گئیں تیری، یہ دامن چاک کر ڈالا

یہاں ہے دید کی حسرت وہاں ہے خوفِ رسوائی
تمنائے محبت کو یہ کیونکر خاک کر ڈالا !!

لگا ہے ناز سے پوچھو میری وحشت کا یہ عالم
مٹائے داغ اشکوں سے یہ دامن پاک کر ڈالا

چھپاتا ہوں میں وحشت میں بھی اپنے جرمِ اُلفت کو
بسایا بھی، اُجاڑا بھی، گھر اپنا خاک کر ڈالا

سمجھتے ہیں مجھے مجبور تیری گلی کے کُتے بھی
کبھی موقع جو پایا تو یہ دامن چاک کر ڈالا

اپنا اپنا رنگ

عشق کی باتیں، خواب کا عالم
بھیگا موسم، مہکا مہکا!
غم و مسرت، درد و الم
سب ہے جیسے اپنا اپنا
مستی، مدہوشی، اور ساقی
سارا عالم بہکا بہکا!
جھکی نگاہیں، شوخ ادائیں
رنگ ہے سب کا اپنا اپنا

ہم اسیرانِ غم کی عادت کیا
زہر پی کر مُسکرانا ہے!

کعبہ و بت کدے سے کیا مطلب
سر تو ہر حال میں جُھکانا ہے

چند لمحات کا یہ ساتھ بھی کیا
پاس آکر بھی دُور جانا ہے

تیرے رُخسار باحیا آنکھیں
اِنکو زُلفوں میں تو چُھپانا ہے

غم زدوں کے لیے رتیری گلیاں
بے بسوں کا یہی ٹھکانا ہے

ہر لمحہ گزرتا ہے تیرے انتظار میں
اُجڑا میرا چمن فصلِ بہار میں

پھولوں کی جستجو میں پہنچے کہاں پہ ہم
دیکھا تو آ گئے ہیں کسی دشتِ خار میں

ترچھی نگاہ رنج و غم اور بے بسی
کیا کیا سما نہ پائے گا مجھ شرمسار میں

یہ انتہائے شوق یہ بے قراریاں
کچھ جگہ اور چاہیئے دلِ بے قرار میں

وعدہ تو دے گئے تھے آئے نہ لوٹ کر
ہم لٹ کے رہ گئے ہیں اسی اعتبار میں

پردے پہ پردہ ڈال کر چھپ گئے کہیں
یہ کیا جنون انگیز یاں ہیں پردہ دار میں

یہ محفلِ نشاط ہے میری کیا بساط
پائی نہ رہ گزر بھی اُجڑے مزار میں

دیکھو نہ بار بار یوں مجبور کی طرف
پوچھو نہ حال میرا اس حالِ زار میں

محبوبہ

میری محبوبہ ڈرتی ہے
اُن اُلٹی ترچھی آنکھوں سے
جو ہم دونوں پر پڑتی ہیں
جب ہم دونوں ملتے ہیں
ہر پل اُلجھی سی رہتی ہے
جانے کن خیالوں میں
سُنہرے بالوں کی لٹ !
مچل مچل کر آتی ہے !!
بے قراری کے عالم میں !
ایک ہاتھ سے لٹ کو تھامے
اُسکے کانپتے ہاتھوں سے !

کارواں

یہ جذبات یہ تخیُل یہ آسمان کیا ہے
یہ زمان و مکان ، یہ آسمان کیا ہے

کون بھٹکا ہے ان پُرفریب راہوں میں
ریت کے صحرا میں یہ نشان کیا ہے

کھُل کے مِلتے ہو کبھی، اور تیور بھی بدلتے ہو
یہ راز کیا ہے ، یہ امتحاں کیا ہے

نہ ابتدا کی خبر نہ اِنتہا کی تلاش
یہ لوگ کیا ہیں یہ کارواں کیا ہے

٢٥

اندھیرے اُجالے

اندھیروں اور اُجالوں کی معرکہ آرائی میں
غریب کی جھونپڑی میں
ٹمٹماتا ہوا دِیا بجُھ جاتا ہے
اُونچے اُونچے محلات نُما مکانوں میں
جھلملاتی ہوئی رنگ برنگی روشنیاں
اندھیروں کا سینہ چاک کرتی ہیں
تاکہ ناپاکیزہ گُناہوں کو سما سکے
ان ہی گُناہوں کے تقدّس نے
شرافت کو اندھیروں کی اتھاہ گہرائیوں میں
ہمیشہ کے لئے غرق کیا۔

یوں تو بھول جانا آسان نہیں
ہم سے دامن چھڑانا تو آسان نہیں

خوفِ رُسوائی تیرے تعاقب میں ہے
ہم سے نظریں ملانا تو آسان نہیں

نرم و نازک لبوں کو جُنبش بھی دو
رازِ دل کا چھُپانا تو آسان نہیں

رنگ مہندی کا رہ جائے گا چار دن
نقشِ اُلفت مٹانا تو آسان نہیں

تو پریشان ہے مجھ سے بچھڑ کر بہت
دل کسی کا دکھانا تو آسان نہیں

میں ہوں مجبور مجبور بہ مجبور ہے
فاصلوں کا مٹانا تو آسان نہیں

چمکتے آنسو

میرے ناداں دل!
کیوں یہ مغموم سی صورت بنا رکھی ہے
وہ دن ضرور آئیں گے
جن کی جستجو میں!
تو بے قرار رہتا ہے
نااُمیدی کے عالم میں تو
آسماں کی جانب بار بار نہ دیکھ
ایسا بھی ایک دن ہوگا جب
آسماں پہ اُڑتے پھرتے بادل برسیں گے
اور تو سُکھ کا سانس لیکر
اپنے چمکتے ہوئے آنسوؤں کو
سخت زمین پہ نہ گرا سکے

تلاش

چپکے چپکے میرے خیالات کی دنیا میں
کوئی آتا ہے اور آ کے چلا جاتا ہے

میرے خوابوں کی دنیا میں ہلچل کیوں ہے
ارمانوں کی محفل میں ہلچل کیوں ہے

یہ میرے جذبۂ شوق کی وحشت تو نہیں
میرے بے روک خیالات کی شدت تو نہیں

مجھ کو اُن شوق نگاہوں سے محبت کیوں ہے
اس قدر تیری یہ نظر عنایت کیوں ہے

تیری پُر جوش نگاہوں کا تقاضا کیا ہے
تیری معصوم اداؤں کا تقاضا کیا ہے
موسمِ گل کا بہاروں کا تقاضا کیا ہے

میری دھڑکن، میرے جذبے کو سہارا دے دو
ڈولتی ناؤ کو، کوئی تو کنارا دے دو

کیوں میرے چاروں طرف پھیلی یہ تنہائی ہے
کیوں میرے دل میں تیری یاد چلی آئی ہے
ساتھ میرے کسی اور کی پرچھائی ہے

کچھ تو کہہ دے، کہنے سے جھجکتی کیوں لبا ہے
مجھ کو ناداں بے اعتبار سمجھتی کیوں ہے

میرے جذبات میری تقدیر سے یوں مت کھیلو
میرے خوابوں کی تعبیر سے یوں مت کھیلو
میرے ارمانوں کی تصویر سے یوں مت کھیلو

میرے ویران سے دل میں اندھیرا کیوں ہو
دُور مجھ سے اِتنا یہ سویرا کیوں ہو!
رنج اور غم کا ایسا یہ بکھیرا کیوں ہو

آؤ اِک نئی دنیا کی ہم تلاش کریں
آؤ مخمور نگاہوں کی ہم تلاش کریں
سرخ مہندی سے رنگے ہاتھوں کی تلاش کریں

اس طرح حالِ دل آج سُنایا میں نے
خود بھی روئے، اُن کو بھی رُلایا میں نے

یوں ہیں تقدیر کے ہاتھوں بے بس کہ خود
کھوٹے سکے کی طرح ہر اک کو دکھایا میں نے

ان ہی سنسان راہوں پہ چلتے چلتے
اک جہاں اور کہیں دُور بسایا میں نے

دیکھ کر ساقی کو تمنائے مے کشی نہ رہی
اور قدموں پہ تیرے خود کو گرایا میں نے

پھر تلاطم ہے بحرِ خیالات میں، میتر
ہاں یہ کانٹوں سے دامن کو چھڑایا میں نے

انتظار

ننھی بوندیں
پسینے کی
کپکپاتے ہونٹ
سرخ و سفید حیا کی لہریں
ننھا سا دل پہلو میں
بے تاب، تڑپتا سا
رُکے رُکے ٹھہرے قدم
جھکی نگاہیں حُسن کا عالم
تنہا سڑک کے کنارے، کسی کے انتظار میں
لگتا ہے بہت قرار ہے تو۔

غزل

تو نہ آئے تو تیری یاد چلی آئی ہے
میری ہر آہ تیرے حسن کی سودائی ہے

اُس نے ترچھی سی نگاہوں سے مجھے کیوں دیکھا
یا تو بےزار ہے، یا تھوڑی سی شرمائی ہے

میری بربادئ اُلفت پہ نہ خوش ہوائے رقیب
تو تو نادان ہے، یہ میری شناسائی ہے

ہم پہ الزامِ ترکِ وفا یوں نہ لگا
زندگانی ہے تو تیری ہی تمنائی ہے

پُر مسرت ہے تیرا ہر لمحہ اے دوست
میری قسمت میں تو تنہائی ہی تنہائی ہے

تجھ سے تو کیوں نہ کہے تیرا ارادہ ہے
تو جو ہر لمحہ میرے پیار کو ٹھکرائی ہے

پھر کیا یاد میرے دل نے تجھے اے ہمدم
یہ میرے سوئے ہوئے جذبات کی انگڑائی ہے

غزل

منتشر محفل ہوئی تیرے چلے جانے کے بعد
کوئی افسانہ نہیں اب تیرے افسانے کے بعد

ہے جنوں کی اب تمنا کس میں ہم بھی دیکھ لیں
کون دیوانہ ہے اب تیرے دیوانے کے بعد

ہم سکون پانے کو جاتے ہیں کسی صحرا میں آج
اور منزل ہے کہاں بھی میری ویرانے کے بعد

عمر گزرے گی تیرے قدموں میں ساقی میری اب
گھر نہیں کوئی میرا اب تیرے میخانے کے بعد

ہے خبر انجام کی سب کو مگر یہ دیکھ لو
جل رہے ہیں کس طرح پروانہ پروانے کے بعد

ہم اگر مجبور ہیں الفت میں تو کیا ہوا
پھر سنبھلنے جائیں گے ہم تیرے ٹھکرانے کے بعد

بہار

بہار کے روپ میں اکثر خزاں کے پیام آئے

اور!

ہم نے اِن کو سینے سے لگایا ہے

جسطرح

اُجالا اندھیرے سے لپٹ جاتا ہے

بہار!

جسکی تمنا میں لوگ راہیں سجا لیتے ہیں

اور!

اِن ہی راہوں سے خزاں کا گزُر ہوتا ہے۔

گرہن

یہ دایرہ !
جسکے اردگرد ہم سب پھرتے رہتے ہیں
اور !
ایک دن ایسا بھی تھا جب
سورج گرہن کی طرح
تیرے اور میرے بیچ میں
کوئی دیوار بن کر آ کھڑا ہوا
تیری اور میری محبت کو بھی گرہن لگا

سورج کی طرح
چاند کی طرح
مگر گرہن جس سے ہماری محبت کا سورج
اندھیروں میں ڈوب گیا!
اب نہ جانے کب وہ دن آئے گا
جب!
اس طویل گرہن کا خاتمہ ہو۔

کارواں یادوں کے

جب کبھی تو بے قراری کے عالم میں
نرم نرم بستر پر
بے قراری کے عالم میں کروٹیں بدلتی ہے
دفعتاً میری یادیں کارواں در کارواں
تیرے کمرے کو گھیر لیتی ہیں
اکثر تیرے معصوم رخساروں پہ
تیری بے پردہ زلفیں بکھر جاتیں ہیں

کبھی اُلجھن کے عالم میں
تونے گھبرا کر میرا نام بار بار لیا
یا بے قراری کے عالم میں تھا
کھڑکی سے جھانکا تونے
مگر پھر بھی تونے مجھے اپنے ہی آس پاس

پایا
اپنے دل کے قریب تر
مُسکراتے پایا ہوگا۔

غزل

ٹھرائی ہوئی شام اقرارِ وفا لائی
ہر لمحہ میرے دل کو چھونے لگی تنہائی

انتظار کے دھاگے ہیں پرو کے قطرے خون کے
بخشی ہے تبسم کو تیرے یہ دلکشی، رعنائی

ہو ختم کب اس رات کی افسردہ کہانی
پوچھے ہے ہر اک آہ سے دھڑکن یہ تماشائی

جو رک گئی پروازِ تخیل تو اٹھا شور
بے پردہ میرے سامنے یہ زندگی بھر آئی

لوٹا پہاڑ شوق کا اُسی ناز نین پر
خود اپنی ہی باہوں میں وہ آپ سمٹ آئی

میں نے تو کہیں دُور بسایا اپنا گھر
یہ تیری جفا میرے خیالوں کو لائی

ہوں بے خبر میں عشق کے ہر پیچ و تاب سے
شاید ہے محبت یہی ہے وجہ جُدائی

آؤ! ہیں شراب، چلو آؤ سب کے سب
مدہوش زندگی ہو اور ہیں زارِ خدائی

ملاقات

ہاں تو نے کہا تھا
میں پھر نہ ملوں گی
پر تیری یہ بے تابی
تجھ سے بار بار کہتی ہے
کہ تو جا کے مل
کئی ملاقاتوں کے بعد
اک اور ملاقات کی تڑپ
ایک لمبی مدت کے بعد
تو آج بھی تڑپتی رہتی ہے
بس ایک ملاقات کے لیے۔

مرجھائے پھول

تو اس بہکاوے میں نہ آنا
کہ
یہ لوگ جو کہ تمہیں اس قدر چاہتے ہیں
ہمیشہ
یوں ہی تیرے آس پاس
بے قرار بھونروں کی طرح ہونگے
یہ عارضی شباب، گلاب کے پھول کی طرح
مرجھا کر بکھر جائے گا
اور!
نہ جانے کانٹے بھی تمہیں پھر
قریب آنے کا شرف بخش سکیں۔

آسماں نہیں ملتا

سرِ راہ اپنی پاسبانی کو
کوئی پاسباں نہیں ملتا
ہم بھی منزل تک پہنچنے کے لیے
کسی کارواں کی راہ تکتے ہیں

تاکہ! کوئی ہم نوا، ہمدرد مل جاتا
ایک پُرسکوں آسماں کی تلاش میں
سر چھپانے کو آسمانوں میں
ایک بھی آسمان نہیں ملتا

یہ تو جھوٹے فسانے ہیں

اپنے رشتے پرانے ہیں
تیرا تنہا تنہا رہنا !

دُور جانے کے بس بہانے ہیں
بہتے آنسو آنکھوں کے

ہم غریبوں کے خزانے ہیں
جن کو پھینکا نخالسیاں میں

وہ فسانے تو پھر سنانے ہیں
تیرا دامن نہ ملا نہ سہی

اور بھی تو کئی ٹھکانے ہیں
ہائے جوش جنوں کا عالم

ہم بھی کتنے دیوانے ہیں

نازک جھونکے

اپنی اپنی راہیں الگ
انجانے چہروں کے سمندر میں

جب کبھی میں تیرا چہرہ تلاش کرتا ہوں
تیرا چہرہ جس چہرے نے
مجھے اکثر تلاش کیا تھا

تو نے ہی میری انجان سی دنیا میں
جس میں کوئی رنگ نہ تھا
اپنی محبت کا رنگ بھرا تھا

میں رنگ برنگی دنیا میں بھی
خود کو بے رنگ سمجھتا تھا!

مگر! تو وہی محبوبہ ہے جس نے
میرے جذبات کے ساکت سمندر میں
اپنے محبت کے ہمالیہ کو پھینکا ہے
اور!
ایک لاانتہا لہروں کے سلسلے کو جنم دیا
تیری یادوں کی یہ لہریں
میرے جذبات سے ٹکرائیں ہیں
جیسے! بادِ صبا کے نرم و نازک جھونکے
ننھے ننھے پھولوں سے ٹکراتے ہیں!

وہم کی دیواریں

میری حسین محبوبہ
آ !
کہ تیرے بن اب میں بہت گھبراتا ہوں
مجھے یقین تو ہے کہ تو آ نہ سکے گی
کیونکہ
تیرے چاروں طرف کوئی دیوار تو نہیں
مگر
اَن دیکھی سی اونچی اونچی دیواروں کے پیچھے
تو خود کو محصور سمجھتی ہے
یہ دیواریں وہم کی سنگین دیواریں ہیں
جن کا گرانا آسان نہیں ۔

جذبات کے موتی

کبھی آہستہ آہستہ جب
تیری یادوں کی دستک سے
جس نیند سے جاگ اُٹھتا ہوں
تو !
اکثر تیری یادیں بیں سمیٹ لیتا ہوں
اپنی تنہا سی دنیا میں
اور !
تیری یادیں میرے جذبات کے تسلسل سے
ٹکرا کر بکھر جاتی ہیں
جیسے نازک دھاگے میں پروئے ہوئے موتی
اور میں یہ موتی تلاش کرتا ہوں۔

جھکی جھکی سی یہ آنکھیں اُٹھائی جاتی ہیں
ہماری راتوں کی نیندیں اُڑائی جاتی ہیں
نہ مے کی کوئی ہے پرواہ نہ فکر پینے کی
ہمارے دل سے یہ خوشیاں چھڑائی جاتی ہیں

نہیں تمنا کوئی راز جاننے کی ہمیں!
کہ آنکھوں آنکھوں میں باتیں سنائی جاتی ہیں
بہار آنے کا اب انتظار کیوں کر لیں
ہمارے زخموں کی کلیاں کھلائی جاتی ہیں

یہ رات کیسی نہیں جسکی انتہا کوئی!
یہ گھڑیاں ہجر کی محشر بنائی جاتی ہیں
ہر ایک قطرۂ شبنم میں ہے تیری صورت
آئینہ پھولوں کی پتیاں دکھائی جاتی ہیں

کبھی تو آؤ کہ منتظر ہیں میری نظر بس!
یہ آنکھیں راہوں میں تیری بچھائی جاتی ہیں

نظریں

نظریں جب بھی انتہا کی تلاش میں
کبھی کبھی
نیلگوں آسمان کو تکتی ہیں
تو
بہت دُور جا کر میری نظریں
جب
کائینات کی وسعتوں میں غرق ہوتی ہیں
تو
میں گُم صُم بُت کی طرح تنہا تنہا
جانے کن خیالات میں کھو جاتا ہوں

وعدہ

وعدہ کتنا دل بہلانے والا
تیرا وعدہ، میرا وعدہ، وعدوں کی راتیں
انتظار کی کٹھن گھڑیاں اور تیرا وعدہ
یہ بس اک افسانہ ہی تھا
دُور کسی چوراہے پر
میں جب ان روشنیوں کو تکتا ہوں
پانی میں مُنعکس روشنیوں کو
میں خیالات کے سمندر میں ڈبکیاں لیتا ہوں
اور کھو جاتا ہوں تیرے وعدوں میں

تحریر

کس نے ہے مقید کیا تیری وفاؤں کو
کس نے روکا تیری معصوم اداؤں کو

وہ اشارے وہ مسکراہٹ بھی نہیں
تیری زباں پہ حرفِ شکایت بھی نہیں
تیری آنکھوں سے جھلکتا تھا کبھی شوق کا رنگ
رنگ بھری دنیا میں رنگِ محبت بھی نہیں
تیرے دل میں شکوۂ تقدیر بھی نہیں
کچھ کہا بھی نہیں، کوئی تحریر بھی نہیں

حساب

کالی کالی راتوں میں
میں
جب اِدھر اُدھر دیکھتا ہوں
تو
دیکھتے دیکھتے میری نظریں
تھک جاتی ہیں
اور
جاگتا ہی رہتا ہوں
ایک ایک پل اُداسی کا
اپنا حساب چُکاتا ہے
جب تک کہ سویرا ہو جاتا ہے۔

غزل

رات نئی ہو، بات نئی ہو، ایک نیا میخانہ ہو
راز نیا ہو، ساز نیا ہو، ایک نیا پیمانہ ہو
اس دل کی ویران دھڑکن پر گاتے جائیں گیت کوئی
وہ اپنے ہاتھوں سے پلائیں اور کوئی دیوانہ ہو
آؤ بسالیں ایک نئی دنیا ہم جا کر صحرا میں
اپنوں کا بھی ساتھ جہاں ہو نا ہی کوئی بیگانہ ہو
اب بھی تیرے کوچے کہتے ماضی کی باتیں ہم سے
ہم سن کر رہ جاتے ہیں جیسے بھولا افسانہ ہو
کوئی نہیں شائد ایسا مجبور جو تیرا ساتھی بنے
یہ شاداب سی ہنستی بستی جیسے کوئی ویرانہ ہو

چہرہ

یادوں کی گہرائی میں
جب
کھوتے کھوتے میں نے کبھی
ایک اور گہرائی دیکھی
اور
گہرے گہرے پانی میں
اپنا ہی چہرہ پایا
اپنے جیسے کئی چہرے
میرے چہرے سے ٹکرائے
میں نے اپنا چہرہ ڈھونڈھا۔

غزل

پھر تیرا ذکر سرِ شام ہوا
شب گزاری کا انتظام ہوا

ایک انگڑائی لی تصوّر نے
اور تصوّر بھی بے لگام ہوا

اب نہ ترسیں گے جام کی خاطر
میکشی کا بھی اہتمام ہوا

ہم بظاہر حقیر لگتے ہیں
بے بسی میرا پیغام ہوا

میں سرِ راہ خاکِ پا کی طرح
ایک بھولا سا انعام ہوا

زندگی بن تیرے بھی گزرے گی
میترؔ یہ اچھا خاصا کام ہوا

اندھیروں کے سائے

مُرجھائے چہرے پر تبسّم کا اثر بھی نہیں
اور
اندھیری راتوں کے اندھیرے سائے
جوں جوں بڑھتے جاتے ہیں
تیرا کوئی ہمدرد و ہمنوا بھی نہیں
پھر
کن انجان سہاروں کی تلاش میں
آج
تو پھر بھٹکنے چلا آیا ہے

رات

خوبصورت یہ نو بہار کی رات
راز کی اور انتظار کی رات

ہے نظر سوئے راہ اور مستی
بے قراری اور قرار کی رات

خود یہ بھی ہم کو اعتبار نہ تھا
آج آئی ہے اعتبار کی رات

مدتوں سے تڑپتے رہے ہیں
تب کہیں پائی یہ قرار کی رات

آج شکوے گلے نہیں ہونگے
یہ تو ہے قول و قرار کی رات

میتر موقع ہے نغمہ سرائی کا
فن کی بھی اور فنکار کی رات

تیرا میرا ساتھ کبھی تھا وہ بھی ایک افسانہ تھا

تو نے جسکا ساتھ ہے چھوڑا وہ تو اک دیوانہ تھا

چند دنوں کی مہلت میں ایک باغ حسین سجایا تھا

گلشن گلشن خاک ہوا اور ایک نیا ویرانہ تھا

پھول سا پیارا تیرا چہرہ اور آنکھوں کی وہ مستی

تیرا ہنسنا میرا ہنسنا شائد خواب سہانا تھا

راہ میں جب بھی آنکھیں ملیں تو تُو نے آنکھیں پھیر لیں

کبھی تو اپنا کہتے تھے، پر آج کوئی بے گانہ تھا

شباب کا عالم

تیری آنکھوں کی مستی شباب کا عالم
میری آہوں کا تماشا وہ عذاب کا عالم

جام پہ جام لینا پینے والوں کا
ہر طرف تھا شراب کا عالم

وہ شوق انتہا تجھے پانے کی ہوس
ہائے وہ اضطراب کا عالم

نرم و نازک شباب تیرا
جیسے مہتاب کا عالم ! !

کیا ہوا کچھ ہمیں یاد نہیں !
ہائے وہ خواب کا عالم !

کہتے کہتے نہ وہ بات کہی
وہ سوال و جواب کا عالم

کیا ہوا ہے

یہ کس حسینہ کی حنا بندی ہے
کہ شام آئی لہو میں ڈوبی

آنکھوں سے بھڑکتی چنگاریاں
شعلہ بار آہیں وہ بھیانک سماں

کسی کے ارمانوں کا قتل ہوا
کس سے پوچھیں کہ کیا ہوا ہے

یا کوئی لے کے جام بہکا ہے
یا کوئی خودکشی تک آ پہنچا!

کس سے پوچھیں کہ کیا ہوا ہے

ہلکا سا نشہ

صورتِ شمع جب وہ پیکرِ حُسن
کبھی محفل میں جلوہ نُما ہوتا ہے
تو
سکون و قرار، تذبذب میں بدل جاتا ہے
ایک ہلکا سا نشہ اور وحشت سی
آہستہ آہستہ پھر ساری محفل کو
اپنی لپیٹ میں ایسا ہی نشہ
لیکر رنگ بدلتا ہے

جذبات

سزا ہے تنہائی، بھگتنے کے لئے
ایک چنگاری بھڑکنے کے لئے

زندگی ایک افسانہ ہی سہی
گلشن نہیں ویرانہ ہی سہی
اگر اپنا نہیں، بےگانہ ہی سہی

میں بھی انسان ہوں جذبات رکھتا ہوں
اُلٹے سیدھے خیالات رکھتا ہوں

بھولی باتیں

اَفسردہ بوجھل راتیں !

یاد ہیں اپنی اپنی باتیں

آج سُنانے پھر آیا ہوں

اِن بھولی سی باتوں کو

جس کو سُنتے سُنتے کبھی

تیری آنکھیں چمک اُٹھیں

کھلتا چہرہ یقیں کا عالم

تیرے ماتھے پہ چمکتا پیار

جھاگ کی طرح نایاب تھا

جیسے کچھ ہوا ہی نہیں

اُداسی کا عالم

اُداسی کا عالم کتنا بھیانک ہوتا ہے
اُداسی کا عالم عبرت کا عالم ہے
اُداسی کا عالم شکست کا عالم ہے
اُن کے لیے، جو
دوڑتے پھرتے ہیں خوشیوں کے پیچھے
جن کی قسمت میں اُداسی ہوتی ہے
چند لمحات کی خوشی کے بدلے۔

ٹوٹے کھلونے

جذبات سے بنا ایک حسین محل
جب حقیقت سے ٹکراتا ہے

جیسے شیشہ سے ٹکرا کر!
چور چور ہو جاتا ہے!
اور ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے

مگر ایک حسین دھوکہ قوسِ قزح کی طرح
چند لمحوں کے لیے آنکھوں کو لبھاتا ہے

ست رنگی جہاں کی رنگا رنگی
اور رنگوں کی بھول بھلیوں میں
جذب ہوتے ہیں انسان کتنے

اور کھلونوں کی طرح کھیلتے کھیلتے
کتنے کھلونے ٹوٹ جاتے ہیں

شکایت تم سے کیوں ہو

مجھے شکایت تم سے کیوں ہو؟
جب تیرا ساتھ نہیں شکایت بھی نہیں
تُو نہیں تجھ سے محبت بھی نہیں

کیوں تیرا نام میری زباں پہ آئے
گرچہ احساس بھی کروٹ بدلے
مجھے شکایت تم سے کیوں ہو

تیری آنکھوں کی چمک ماند پڑی ہے
برف کی طرح ٹھنڈے جذبات

اِک تیر جیسی نظر بھی نہیں

مجھے شکایت تم سے کیوں ہو۔

تاثُر

نرم و نازک ہونٹوں کو ہلا دو

تاکہ

پھر وہی اظہارِ محبت ہو

پھر

اپنی بے تاب نگاہوں کو

میری بے تاب نگاہوں سے مِلا دو

اور

ایک ایسا تاثُر پیدا ہو

ہم دونوں ایک ہو جائیں

سارا عالم پیاسا پیاسا

کون کسی کی پیاس بجھائے
کوئی کسی کے کام نہ آئے

بھوکے پیاسے وحشی حیوان
تیرے میرے ساتھی حیوان

حیوانوں کی اسی بستی میں
تو بھی حیوان میں بھی حیوان
بھولے بھالے وحشی حیوان

دوڑتے پھرتے خونی حیوان
کوئی کسی کے کام نہ آئے

سارا عالم پیاسا پیاسا ا ا

کہاں گئے وہ دن

وہی کمرہ وہی درو دیوار۔ وہی رونق وہی قہقہے ہر سو
اور میں اُداسی کے عالم میں
نظر بس جائے اُسی مقام پر

جہاں کبھی ہم ملے تھے!
اجنبی دو لوگ، نازک راہیں
آج بھی تیری میٹھی باتیں
تیری وہ بے خواب سی راتیں
تلاش میں ہوں شاید میری

ان حسین دنوں کی تلاش میں
جو ماضی کی گہرائیوں میں غرق ہوئے ہیں

احساسِ غم

وہ کھڑکی تو نے جھانکا بار بار
میری نظروں سے نظر ملانے کو
آج ایک بے زبان بُت کی طرح
مجھ کو احساسِ ماضی ہوتا ہے
اُس بے زبان بُت کو تکتے ہوئے

وہ مقامات جہاں شعر میرے
تُو نے سینے سے لگائے تھے
آج گُم صُم ہیں کسی کی تلاش میں
اِنکو بھی احساسِ غم ہے ہماری ہی طرح

نیلام

آج پھر پیسوں کی خاطر
اُس نے مجھے پکارا ہے
پھر
اُسکی نیلامی ہو گی!
میں بھی اُسکا چاہنے والا
جیسے
پہلے بھی ایسا ہی ہوا
جب جب وہ نیلام ہوئی
گھر سے نکلا آج بھی یوں ہی
یہ
سب کچھ جانکر بھی کہ
وہ پھر نیلام نہ ہو گی.

عکس

دُور تک جب بھی خیالات کی راہوں پہ
چلتے چلتے میرے خیالات بکھر جاتے ہیں
پھر
ایک دُھندلا سا عکس اُبھرتا ہے کہیں
اور یہ عکس عکس ہی رہ جاتا ہے
جب
اسی عکس کی پاسبانی میں دیر تک
ٹھہرا ٹھہرا سا میں اسے چھونے جاتا ہوں
تو
میری انگلیاں کچھ بھی محسوس نہیں کرتیں

وہ دن بھی حسین تھے

وہ دن بھی حسین تھے
جب تو نے کھائیں تھیں محبت کی قسمیں
وہ بس ایک فسانہ ہی تو بن گیا ہے
وہ مقامات ابھی مجھے یاد ہیں!

جہاں دفن ہیں قصے ماضی کے اب بھی
جہاں بے کفن ہیں تیرے عہد و پیماں
جہاں روز ہوتا ہے ماتم وفا کا

جہاں اِک ٹھکانہ ہے جور و جفا کا
جہاں ہر طرف ہے سناٹے کا عالم

تیری وہ نگاہیں پیام محبت
کبھی ایک رونق کبھی ایک شکایت
کبھی ایک ارماں کبھی ایک وحشت
کبھی ایک ادا اور کبھی ایک عنایت

وہ دن بھی حسین تھے

سُہانے خواب

دھوکے خوابوں میں اکثر ہم کھاتے ہیں
اور
کبھی جب انکو اپنے پاس بُلاتے ہیں
دیر تک دل بہلاتے ہیں
انکو پہنا کے خواب کا پیکر
دن دہاڑے خواب دیکھا کرتے ہیں
کچھ ایسے خواب بھی ہوتے ہیں
جس کے لئے سونا ضروری نہیں

وہ خواب سُہانے ہوتے ہیں

احساسِ محرومی

تصوّر کی حسین وادی میں
خیمہ زن ارمان ہوتے ہیں

تشنہ آرزوؤں کا کارواں
ایک حسین پڑاؤ تک آ کر
جب پیاس بُجھانے کی خاطر
لبِ دریا اُتر آتا ہے ! !

ایک پل میں مچلتا پانی ! !
خشک صحرا میں بدل جاتا ہے
اور احساسِ محرومی ساتھ لیکر

ایک نامعلوم منزل کی طرف
آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے

ذوقِ نظارہ

نظاروں کو جانے نظر لگ گئی ہے
نہ کوئی رنگینی، نہ دلکشی ہے!
گزرے دنوں میں وہ نظارے
ہمیں کتنے لگتے تھے وہ پیارے پیارے
وہ خوبصورت دلکش اشارے
مگر آج بدلا ہے سارا ہی عالم
ہم آج خود بھی سمجھتے نہیں کہ
ہمیں آج ذوقِ نظارہ نہیں.

محبوبہ

محبوبہ بھولی بھالی ہے　　محبوبہ پھول کی ڈالی ہے
محبوبہ جامِ محبت ہے　　محبوبہ مے کی پیالی ہے
محبوبہ ایک کہانی ہے　　محبوبہ ایک نشانی ہے
محبوبہ شوخ جوانی ہے　　محبوبہ پریم دیوانی ہے
محبوبہ کی ساری باتیں　　محبوبہ کی پیاری باتیں
محبوبہ سراپا پیکرِ نور　　محبوبہ ہے جنت کی حور
محبوبہ ماہ چار دہم !　　محبوبہ کی آنکھیں مخمور
محبوبہ میری جانِ حیات　　محبوبہ حسین چاندنی رات
محبوبہ خوشبو کا عالم　　محبوبہ ارمانوں کی برات
محبوبہ خوبصورت ہے　　محبوبہ موہنی مورت ہے
محبوبہ ہے گہرا ساغر　　محبوبہ دلکش صورت ہے

مُسکراہٹ

کب تمنائے لب کُشائی تھی
جانے کیا کیا ہوا اب تک
روز ماتم ہوا ماضی کا ! !
جسکا نام و نشان بھی نہیں

جب ہوئے مجبور تو پھر کیا کیا
تقدیر کے سر تھوپ دی تہمت
ناکامیوں کی محرومیوں کی

اور کوشش کرتے کرتے
مسکراہٹ کی تمنا ہیں !
زندگی کے حسین لمحے گزرتے گئے

رات

رات کے کئی چہرے ہیں
رات کے کئی رنگ ہیں
کبھی
جامِ ارغوانی بن کر
اور کبھی
بھوک اور پیاس کا پیغام بن کر
کسی کے گھر پہ چھا جاتی ہے
کبھی
کسی بے بس کے لیے پیغامِ شکست لیکر
راتیں آتی ہیں اور آکر چلی جاتی ہیں
کئی چہرے کئی رنگ لیکر

مسرت کا پیغام

ہاں وہ پیامِ مسرت تھا
ایک کاغذ کے پرزے پر
غم میں ڈوبا پیغامِ مسرت

چند الفاظ میں چھپا انکار
ہاں! وہ پیغامِ نفرت تھا

سارا پیغام کچھ اور نہ تھا
ایک شکوہ تھا اور کچھ بھی نہیں

قیدی

ایک بڑے زندان خانے میں
ہم سب کو کسی نے قید کیا
ہم سب قیدی لگتے ہیں
اور اُلٹی سیدھی سزائیں بھگتنے
اسی زنداں میں زندہ ہیں
راکھ کے ڈھیر میں کوئی احساس
احساسِ محبت رنج و الم
کچھ بھی نہیں، اور ہو بھی کیوں
ہم سب تو قیدی ہیں اسی زنداں میں
ہم سب کو کس نے قید کیا

اُداسی کا عالم

تیرا شباب، تیرا تبسم، تیری مستی
جب کبھی تو نے مجھے گھور کر دیکھا تھا
میں نے جانا کہ یہ سب تو میرا ہے
میں خوابوں میں خیالوں میں اکثر
تیری آنکھوں کو بسایا کرتا تھا
مگر چند دنوں کی مسرت کے بدلے
میرا جہاں رنج و الم سے بھر گیا
اور تاحد نظر ہر طرف میں نے
اُداسی کا عجیب عالم دیکھا !

نازک رشتے

وہ پل بھی بہت سُہانے تھے
جب تونے مجھے اپنایا تھا!
چند لمحوں کی خاطر ہی سہی
یہ خواب مجھے دکھلایا تھا

تیری اُن شوخ نگاہوں سے
میری تصویر جھلکتی تھی
ان ٹوٹے پھوٹے شعروں سے
میری تصویر جھلکتی تھی

تیری مہکی سانسوں سے بھی
میری سانسوں کا رشتہ تھا

تا حدِ نظر جو کچھ بھی تھا!
وہ سب تیرا میرا تھا!

وہ شام بھی مہکی مہکی تھی
وہ مدہوش سویرا تھا

وہ نازک رشتے ٹوٹ گئے
کتنے ہی سہارے چھوٹ گئے

نظروں سے نظروں کے رشتے
دل سے دل کے رشتے تھے
وہ نازک رشتے ٹوٹ گئے

قریب آؤ

قریب آؤ! کہ اب یہ جُدائی کا عالم
ہم کو بہت ناگوار لگتا ہے

قریب آؤ! کہ جذبات نے شدّت سے
آج ایک اور انگڑائی لی ہے

قریب آؤ کہ تیری مست نظروں نے
ہم کو پھر آج بہکایا ہے

اپنے نازک حسین ہونٹوں کو
ایک ہلکی سی جنبش دے دو
تاکہ وہ گیت جنمے گا
وہی گیت، جسکے منتظر ہیں ہم

محبت

جب کبھی نفرت کے سیاہ بادلوں نے
مجھے چاروں طرف آ گھیرا

حیرانی کے عالم میں
میں نے اِدھراُدھر دیکھا

اور مجھے آواز دی اُس نے
لوگ جسے کہتے ہیں محبت
سکون کا گہوارہ
مستی کا عالم

محبت ایک سہارا ہے
نفرت کے مارے لوگوں کا۔

موسم کے رنگ

تو نے چاہا کہ خزاں بن کے کبھی
بہار نہ آئے گلستان میں ایسے
مگر عین بہار کے عالم میں
تیز و تند ہواؤں کے جھونکوں نے
وحشیانہ انداز میں
سارے گلشن کو اُجاڑ دیا
پھر نہ وہ پھول رہے ، نہ وہ سبزہ نہ بہار
برہنہ پیڑوں کے چہروں پہ
مُردنی چھائی تھی۔

سوچتے سوچتے

بار ہا سوچتے سوچتے جب کبھی
میں نے اپنے آپ کو ٹٹولا

ورق گردانی کی
کتابِ ماضی کی

اور نگاہیں گاڑ دیں
اُن بھولے قصوں میں

میں نے اس کتاب میں کیا پایا
صرف داستان ناکامی کی
اور کچھ نہیں۔

خود فراموشی

خود فراموشی کے عالم میں
جب
کبھی تو نے مجھے بھی فراموش کیا
تو
ایک عجیب سی دور کی آواز نے
تیرے
اُن تنہا گوشوں کو جھنجوڑ دیا
جو
خود کو بھی اور مجھے بھی بُھلائے بیٹھے تھے ۔

نئی منزل

میرے گلشن کو ویران کر دیا تو نے
بہاروں کی تمنا میں یہ کیا پایا
مجھے صحرا کی تپش سے زیادہ
اور کسی سے سکون نہ ملا
جس سے میرے ناکردہ گناہ
نذرِ آتش ہوئے

اور میں ایک نئے رنگ میں رنگ کر
ایک نئی منزل کی تلاش میں نکلا

مسرت

آہستہ آہستہ سیاہ راتوں میں
میں بساتا ہوں خوابوں کی دنیا
میرے خوابوں کی دنیا سُہانی دنیا
پیار کی پیاسی، دیوانی دنیا
اپنا بھی کوئی نہ ملا بیرایا نہ کوئی
جیسے اک طائرِ بے زباں کی طرح
میں ہر اک سے مسرت کا پتہ پوچھتا ہوں
جب کبھی آنکھیں بند کرتا ہوں
یوں ہی اٹھ لگتے کے لئے شاید
تیرے ہلتے ہوئے ہونٹوں پہ تبسم کی لہریں
میری رگ رگ میں سنسناہٹ سی
اور پریشان حالات میں
میں خود سے مسرت کا پتہ پوچھتا ہوں۔

کیا ہو گا

یہی چاند ہو گا، یہی تارے ہونگے
مگر رات ایسی سُہانی نہ ہو گی

یقین ہے مجھے آؤ گے تم کبھی تو
مگر جب یہ رنگین جوانی نہ ہو گی

یہی دل نشیں رات ہو گی میری جان
یونہی ٹھنڈی آہیں بھرو گی میری جان

یہی خوبصورت مقامات ہونگے
تیرے دل میں نفرت کے جذبات ہونگے

نہ کوئی کہے گا تجھے کون ہو تم !
نہ خود اپنے آنسو ہی تم پونچھ لو گی

اُمیدوں کے محلات مسمار ہونگے
شکستوں کے سامان تیار ہونگے

نہ اپنا کوئی آشیانہ ہی ہو گا
لبوں پر نہ کوئی ترانہ ہی ہو گا
نہ مرنے کا کوئی بہانہ ہی ہو گا
نہ جینے کا کوئی ٹھکانہ ہی ہو گا

کہ یوں شرم سے سر جھکایا ہی ہو گا
کسی کو نہ یہ غم سنایا ہی ہو گا

لبوں پہ تیرے تب یہ لالی نہ ہو گی
تیرے کان میں کوئی بالی نہ ہو گی
کہ یہ زلف یوں کالی کالی نہ ہو گی
تب یہ حسن کی بے مثالی نہ ہو گی

امیدوں کا دامن ہمیشہ چھٹے گا
ہر اک نقش حسنِ چمن کا مٹے گا

نہ کوئی تیرے دل میں ارمان ہو گا
ہر اک لمحہ تیرا پریشان ہو گا
سہارا نہ کوئی نگہبان ہو گا

تقدیر

جب جب ناکامی کا مُنہ دیکھا
تہمت تقدیر کے سر تھوپا

تقدیر تو ایک فسانہ ہے
مجبوریوں کا ایک بہانہ ہے

توہمات کی اس دنیا میں !
تقدیر بھی ایک تماشا ہے

تقدیر کا بہانہ بنا کر
کھلونوں سے کھیل کر

کھیلتے کھیلتے کتنے کھلونے ٹوٹ جاتے ہیں ۔

رُسوائیاں

رُسوائیوں کے بازار میں
آج
بہت گہما گہمی ہے
میں
ایک ایک دوکان کو تکتا ہوں
میرے حصے میں بھی کچھ رسوایاں ہونگی
اور
اپنی بچی کھچی عزت کا سودا کرنے
میں بھی رُسوائیوں کے بازار سے
اپنی عزت کے بدلے
اپنی عزت کے بدلے
چند رُسوایاں خریدوں گا ۔

سکوُن

اونچی اونچی عمارتوں کے
دلکش حسین کمروں میں
شراب کی پیالیوں میں

سکون کی خاطر

لوگ کہاں کہاں بھٹک رہے ہیں
مگر
اُن خاموش وادیوں کی طرف
جہاں زندگی مسکراتی ہے
کون
نظریں اُٹھا کے دیکھے
مسرت کے اُبلتے چشمے
بیتاب جہاں ہیں
سکوں کی پیاس بُجھانے کو

اجنبی

اجنبی شہر کے اجنبی لوگوں سے ملنے
جب میں یہاں آیا تھا
چہروں کے ایک ہجوم میں
ایک اجنبی چہرہ
میٹھی نظروں سے تک رہا تھا
دیکھتے دیکھتے نظروں کی قربت نے
ہمیں قریب تر کر دیا
آج جب
وقت کی دراڑ نے
ہمیں الگ کیا
ہم پھر سے اجنبی لگتے ہیں
اور ہمیشہ اجنبی رہیں گے

غزل

شکوہ کیسے کریں شکایت کیسے کریں
ہم اپنے آنسوؤں کو عنایت کیسے کریں

توڑیں گے جام اور جلائیں گے کدے
تم ہی بتاؤ ایسی شرارت کیسے کریں

یہ بُت تراش سب ہیں مرتے ہیں ان پہ کیوں
ہم جانتے ہیں کہ عبادت کیسے کریں

توڑو یہ پھول اور سجا لو لباس کو
ظالم ہیں اپنے ہاتھ حفاظت کیسے کریں

بس پیار زندگی تو نہیں کچھ اور چاہیئے
باغی جہاں میں اور بغاوت کیسے کریں

سکھلاتے رہو میرؔ کو آدابِ محبت
پر یہ بتاؤ بھی کہ نفرت کیسے کریں

میں جب دیکھتا ہوں پلٹ کے کبھی
تعاقب میں ہیں تیرے سائے مجھے
ستاروں سے ہے میرا دامن بھرا
تیری یاد اتنا رُلائے مجھے

فلک بوس میرے تخیّل کے تیر
کہ خوابوں کی بستی میں لائے مجھے
چمک تیری آنکھوں کی جانِ بہار
یہ صحرا سے واپس بُلائے مجھے!

تبسّم کی لہریں مچلتی ہوئیں
نہ جانے کہاں تک بہائے مجھے

غموں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں
ہر اک غم نئی راہ بتائے مجھے

پروتا ہوں موتی تیری یاد کے
اندھیروں میں ہیں جگمگائے مجھے
میرے آرزوؤں کی ملکہ ہو تم !.
حکومت تیری راس آئے مجھے

میں سمجھا یہ سب اُسکی پوجا کے بعد
خدائی کرشمے دکھائے مجھے ! !
اُمیدوں کے پیڑوں پہ ہیں منتظر
یہ مشتاق کلیاں سجائے مجھے

پھر سے ذکرِ بہار ہو جائے

پھیلی پھیلی سی اُداسی میں
سرِ شام باتوں باتوں میں
کیوں نہ بھولیں خزاں کی تلخی
پرانی یادوں کو سمیٹ کر آج
پھر سے ذکرِ بہار ہو جائے

نام تک نیند کا نہ لو آج
رات کاٹیں گے جاگتے جاگتے

کوئی بات باقی نہ رہے آج
تھک نہ جائیں باتیں کرتے کرتے

پھر ذکرِ بہار ہو جائے

بہار نام ہے کچھ تلخ یادوں کا
درد کا، غم کا، تنہائی کا!
ایک حسین خواب، سُہانا منظر
ایک کہانی بھولی سی!!

پھر سے ذکرِ بہار ہو جائے

بھیلی بھیلی سی اِس اُداسی میں
سرِ شام باتوں باتوں میں
بھول کر خزاں کی تلخیوں کو
پھر سے سمیٹ لیں پرانی یادیں

پھر سے ذکرِ بہار ہو جائے

تپتی دھوپ میں ریگ کے ذرے
تڑپتے ہیں، جھلس جاتے ہیں
اور بھڑکتے ہیں شعلے بھی
ہائے عذاب کا عالم!
پھر سے ذکرِ بہار ہو جائے

ٹوٹتے ہیں شاخِ گُل سے یوں
پھول جیسے کہ کچھ نہیں ان میں
جب مرجھا کے خشک زمین پہ
گر کے مسل دیئے جاتے ہیں
کیوں نہ ذکرِ بہار ہو جائے

دوست

دوستی کی حدوں سے آگے
اور کہاں ہم جا سکتے ہیں

میرا دوست عشق کا مارا
آج اُسے پھر ڈھونڈ رہا ہے

جس نے میری آنکھوں کے سامنے
اُسے بہت سے زخم دیئے ہیں

اور سہلانے کے لیے وہ!
کہیں دور چلا گیا تھا!!

تاکہ وہ سب بھول سکے !
اُسکو بھی، اور اُن منقامات کو
جہاں میں، وہ، اور دوست ملے تھے

آج مجھے اُسکا ایک خط ملا ہے
اُسے آج سب یاد آ رہا ہے !

جسے وہ بھلانے چلا تھا !!
پر بھلا نہ سکا۔

فاصلے

فاصلے مٹ نہ سکے میں تمہیں اپنا نہ سکا
پاس بھی آ نہ سکا، دُور بھی جا نہ سکا
ایک تصویر تھی جو میں دکھلا نہ سکا
میں پرایا ہوں یہ بھی سمجھا نہ سکا
گرچہ بہت سی باتیں سُنائی میں نے
میں پرستارِ وفا ہوں یہ تو بتلا نہ سکا!
میں پرایا ہوں کہیں اور چلا جاؤں گا!
جانے پھر ساتھ تیرا پاؤں کہ نہ پاؤں گا
چند لمحات کا ٹھکانہ تھا!!!
میری محبوبہ! یہ تو ایک افسانہ تھا

پھر ہے آج انتظار تھوڑا سا
دل بھی ہے بیقرار تھوڑا سا
شوخ نظروں سے شوخیاں اُبھریں
آگیا اعتبار تھوڑا سا ! !

بعد مدت کے ہم نے پھر دیکھا
رُخ پہ تیرے نکھار تھوڑا سا
عکس دھندلا سا ایک تصوّر میں
آئینے پہ غبار تھوڑا سا !

بہکی نظریں ہنیری کھُلی زُلفیں
ہائے جام و خمار تھوڑا سا !

بھروسہ

ہاں یہ لمحہ لمحہ گزرنے تو دو
یہ لمحات کا سیلاب
آئے گا اور بہا لے گا

اپنے ساتھ تیری یادوں کو
ویراں راتیں، یاس کا عالم
کالے بادل، خنک ہوائیں
اور اندھیری رات کا عالم

مجھے نہ جانے کیا ہونا ہے

بدنام

تیرے جلوؤں سے ہے روشن میرے دوست زندگی میری
قریب آنے دو دیکھو ذرا پروانگی میری
یہاں ہے دید کی حسرت وہاں ہے خوفِ رُسوائی
وہاں بیگانگی تیری یہاں ہے بے بسی میری
کہاں لائی میری وحشت میری دیوانگی مجھ کو
بھٹکتی ہے تیری گلیوں میں یہ آوارگی میری
رقیب روسیاہ کی بات ہم پہ ناگوار گزُری!
تمہیں اپنا سمجھتے ہیں، کیا ہے سادگی میری!
لیا ہے نام محبوبہ کا سب کے سامنے میں نے
تمہیں بدنام کر ڈالا، یہ ہے دیوانگی میری!

انجانا مسافر

جانے کس منزل کا مسافر ہوں، معلوم نہیں
جانے کس موڑ پہ میں آکے بھٹک جاؤں گا

تھوڑی دیر اور نظروں کے سامنے ہی رہو
کچھ تو بہکا ہوں، کچھ اور بہک جاؤں گا

دل کی باتیں تو دل میں ہی رہ نہیں سکتیں
جامِ لبریز ہوں، اک روز چھلک جاؤں گا

پھول تو نہیں ہوں کسی گلشن کا ایک کانٹا ہوں
تیرے دامن سے لگ کے شائد کہ مہک جاؤں

جانے کس کی تلاش میں ہوں میری محبوبہ
جانے کیا کیا تلاش کرتا ہوں !

ہماری معیاری کتابیں
کشمیر اور ڈوگرہ راج
ملک فضل حسین
قیمت -/۳۵
کشمیر ۳۱ سے ۴۷ تک
صوفی محی الدین
قیمت -/۱۲
جموں کشمیر میں اردو صحافت
صوفی محی الدین
قیمت -/۱۰
مختصر تاریخ کشمیر
محمد امین پنڈت
قیمت -/۱۵
کشمیر کل اور آج
مس محمودہ شاہ
قیمت -/۵
جموں کشمیر کے گوجر
آر۔ آر۔ کھجوریہ
قیمت -/۳۵
اردو کی ادبی تاریخ
عبدالقادر سروری
قیمت -/۲۵
ایک چہرہ پرچھائیوں کا
ڈاکٹر شکیل الرحمن
قیمت -/۱۵
اقبال اور فنون لطیفہ
ڈاکٹر شکیل الرحمن
قیمت -/۱۵
درد کا دریا
عمر مجید
قیمت -/۸
لداخ کی کہانی
محمد امین پنڈت
قیمت -/۱۰
مائے منز ژھائے
مکھن لال کول
قیمت -/۱۲
ایک زخم اور سہی
شبنم قیوم
قیمت -/۴
چراغ کا اندھیرا
شبنم قیوم
قیمت -/۳
ابتدائی مدارس میں پڑھانے کے طریقے
عبدالاحد شاہ
قیمت -/۵
روسو سے ڈاکٹر ذاکر حسین تک
عبدالاحد شاہ
قیمت -/۹
محمد علی جناح
کانجی دوارکا داس
قیمت -/۱۲
حیات جاوید
ڈاکٹر قمر رئیس
قیمت -/۲۵
خیاباں خیاباں
روشن صدیقی
قیمت ۵/۴۴
دیوان میر
میر تقی میر
قیمت ۲۲/۸۰
نقش فریادی عکسی
فیض احمد فیض
قیمت -/۶
درد جگر
محمد شفیع محبوب
قیمت -/۴
جیل کے سو دن
عبدالرشید
قیمت ۳/۵۰
جپ جی صاحب
فاضل کاشمیری
قیمت -/۱۰
میر ضمیر
اکبر حیدری
قیمت -/۸
تحقیق و انتقاد
اکبر حیدری
قیمت -/۸
دلی جو ایک شہر تھا
راجندر لال ہانڈہ
قیمت -/۶
ذکر اقبال
عبدالمجید سالک
قیمت -/۲۰
مقامات اقبال
سید عبداللہ
قیمت -/۲۰
اردو تنقید کا ارتقاء
ڈاکٹر عبادت بریلوی
قیمت -/۳۰
شیرین و قلم
اکیڈمی پبلیکیشن
قیمت -/۲۸
اقبال اور تصوف
محمد فرمان
قیمت ۷/۵۰
ترجمہ کا فن اور روایت
قمر رئیس
قیمت -/۲۵
کشمیر ۳۱ سے ۴۷ تک
نثار اللہ بٹ
قیمت -/۲۰
اقبال اور کشمیر
جگن ناتھ آزاد
قیمت -/۱۵
جموں کشمیر کے گوجر اور بکر وال
مصنف :- ڈاکٹر آر۔ آر۔ کھجوریہ (اوّلین فرصت میں خریدیں)
شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب ایکسچینج روڈ گاؤکدل چوک سرینگر (کشمیر)